Al-Mahdi Research Journal
Vol. 1, No. 2 (April-June 2020)

عہد نبوی ﷺ اصحاب رسول کا کفالتی امور میں عملی کردار کا تحقیقی جائزہ

Research review of the practical role of the Companions of the Prophet in sponsorship matters

Anwar ul Haq[1]
MuhmmadSajidNazir[2]

Abstract:

In the Prophet's time, the sources of revenue were not wide, these establish a regular system of sponsorship for the poor, orphans, the needy, the destitute, the relatives and others of Macca and Medina. From which the general welfare of the people could be provided These included zakat, Mal e Ghanimat, Mal e Fai, Khiraj, and Sadqat, On the basis of which the needs of other areas besides Mecca and Medina were met

In the time of the Prophet, the Companions established those impressions in the service of Islam It is impossible to ignore them. Whether the Companions are on the battlefield or in a state of peace, the slaves of the Holy Prophet (saw) have raised their flags everywhere. And the Companions were not limited to sayings in matters of sponsorship, but also played a practical role in meeting the needs of the needy by going from house to house.

Key Words: *Companions,* zakat, Mal e Ghanimat, Mal e Fai, Khiraj, and Sadqat

تعارف

عہد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نے دین اسلام کی خدمات میں وہ نقوش قائم کئے کہ جن کو نظر انداز کرنا ناممکنات میں سے ہے صحابہ کرام میدان جنگ میں ہوں یا امن کی حالت میں ہر مقام پر رسول اکرم ﷺ کے غلاموں نے اپنے جھنڈے گاڑے ہیں سماجی معاشرہ میں صحابہ کرام نے غریب، معذور، مفلس اور ضرورت مندوں کی کفالت کی تبلیغ کی اور صحابہ کفالتی امور میں اقوال کی حد تک محدود نہیں تھے بلکہ صحابہؓ نے گھر گھر جا کر ضرورت مندوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں عملی کردار بھی ادا کیا۔

[1] PhDScholar, Dept of Islamic Learning, University of Karachi, anwarulhaqabbasi304@yahoo.com

[2] M.philScholar, Dept of Islamic Learning, University of Karachi

عہد نبوی ﷺ اصحاب رسول کا کفالتی امور میں عملی کردار کا تحقیقی جائزہ

اسلام دین فطرت ہے جسے علیم وخبیر اللہ نے انسان کی دنیوی واُخروی فلاح ونجات کیلئے نازل کیا اور آخری نجات دہندہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو دین اسلام پر چلنا سکھایا اور صحابہ کرامؓ نے دین اسلام کو پھیلایا اور پھر فقہائے امت و محدثینِ ملت نے اپنی خداداد صلاحیتوں سے دین اسلام کے گرد مضبوط قلعے تعمیر کر دیئے جس سے باطل طاقتیں اس مضبوط قلعہ کو زند نہ پہنچا سکیں۔

سیدہ امامہ کی کفالت

سیدہ امامہ کا تذکرہ پہلی بار کتبِ احادیث میں تب آتا ہے جب ۷ھ میں محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عمرۃ القضاء کے واسطے مکہ مکرمہ آئے تو علی بن ابی طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اِس بات کی طرف متوجہ کیا اور عرض کی کہ: " یا رسول اللہ! آپ ہماری چچازاد یتیم بہن کو کس بنا پر مشرکین کے درمیان میں چھوڑ کر جا رہے ہیں؟۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں اِس سے منع نہ فرمایا اور یوں علی بن ابی طالب اُن کو اُن کے گھر سے لے آئے۔ غالباً وہ اُس وقت سن بلوغت کو نہیں پہنچیں تھیں۔ جب امامہ علی بن ابی طالب کے ہمراہ مسلمان گھرانے میں آئیں تو جعفر طیار، زید بن حارثہ اور علی بن ابی طالب کے مابین اِن کی کفالت کے واسطے جھگڑا ہو گیا۔ حضرت جعفر نے جو حمزہ بن عبد المطلب کے وصی تھے اور ہجرت مدینہ کے موقع پر وہ اُن کے بھائی بھی بنائے گئے تھے، نے کہا کہ: " یہ میری بھتیجی ہے، میں اِس کی کفالت کا تم سے زیادہ حق رکھتا ہوں "۔ اسماء بنت عمیس جعفر کی زوجہ تھیں تو اُنہوں نے کہا کہ: " خالہ ماں ہی کی طرح ہوتی ہے " اور جعفر نے کہا کہ:"میرے ہاں اِس کی خالہ اسماء بنت عمیس ہے، لہٰذا میں اِس کی کفالت کا زیادہ حقدار ہوں۔" علی بن ابی طالب نے جب یہ باتیں سنیں تو کہا: "تم مجھ سے میری چچازاد بہن کے متعلق کیوں جھگڑ رہے ہو؟[۳] حالانکہ مشرکوں کے درمیان میں سے میں اِسے نکال لایا ہوں اور تم دونوں سے نسب میں اِس کے قریب میں ہوں۔ لہٰذا اس بچی پر میرا حق زیادہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: " میں تمہارا فیصلہ کرتا ہوں، اے زید جہاں تک تیرا معاملہ ہے تو تم اللہ اور اُس کے رسول کا آزاد کردہ غلام ہے اور علی بن ابی طالب تو میرا بھائی اور میرا ساتھی ہے اور اے جعفر تو میری صورت اور سیرت میں میرے زیادہ مشابہہ ہے اور چونکہ تمہارے گھر میں اِس کی خالہ ہے اور شرعی حکم یہ ہے کہ خالہ کی موجودگی میں اُس کی بھانجی سے نکاح نہیں ہو سکتا، لہٰذا اِس بچی کی کفالت کے تم زیادہ حقدار ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سیدہ امامہ جعفر کی کفالت میں دے دیں۔[۴]

مواخات مدینہ انصار کا مہاجرین کی کفالت کرنا

حضرات مہاجرین چونکہ انتہائی بے سروسامانی کی حالت میں بالکل خالی ہاتھ اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر مدینہ آئے تھے اس لئے پردیس میں مفلسی کے ساتھ وحشت و بیگانگی اور اپنے اہل و عیال کی جدائی کا صدمہ محسوس کرتے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ انصار نے ان مہاجرین کی مہمان نوازی اور دل جوئی میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی لیکن مہاجرین دیر تک دوسروں کے سہارے زندگی بسر

---

[۳]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب عمرۃ القضاء، حدیث ۴۲۵۱

[۴]۔ ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد، الطبقات الکبری، ۸/ ۱۶۰

کرنا پسند نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ ہمیشہ سے اپنے دست و بازو کی کمائی کھانے کے خوگر تھے۔ اس لئے ضرورت تھی کہ مہاجرین کی پریشانی کو دور کرنے اور ان کے لئے مستقل ذریعۂ معاش مہیا کرنے کے لئے کوئی انتظام کیا جائے۔ اس لئے حضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ انصار و مہاجرین میں رشتہ اخوت (بھائی چارہ) قائم کر کے ان کو بھائی بھائی بنا دیا جائے تاکہ مہاجرین کے دلوں سے اپنی تنہائی اور بے کسی کا احساس دور ہو جائے اور ایک دوسرے کے مددگار بن جانے سے مہاجرین کے ذریعۂ معاش کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔ چنانچہ مسجد نبوی کی تعمیر کے بعد ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں انصار و مہاجرین کو جمع فرمایا اس وقت تک مہاجرین کی تعداد پینتالیس یا پچاس تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ مہاجرین تمہارے بھائی ہیں پھر مہاجرین و انصار میں سے دو دو شخص کو بلا کر فرماتے گئے کہ یہ اور تم بھائی بھائی ہو۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد فرماتے ہی یہ رشتہ اخوت بالکل حقیقی بھائی جیسا رشتہ بن گیا۔ چنانچہ انصار نے مہاجرین کو ساتھ لے جا کر اپنے گھر کی ایک ایک چیز سامنے لا کر رکھ دی اور کہہ دیا کہ آپ ہمارے بھائی ہیں اس لئے ان سب سامانوں میں آدھا آپ کا اور آدھا ہمارا ہے۔ حد ہو گئی کہ حضرت سعد بن ربیع انصاری جو حضرت عبدالرحمن بن عوف مہاجر کے بھائی قرار پائے تھے ان کی دو بیویاں تھیں، حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میری ایک بیوی جسے آپ پسند کریں میں اس کو طلاق دے دوں اور آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اللہ اکبر! اس میں شک نہیں کہ انصار کا یہ ایثار ایک ایسا بے مثال شاہکار ہے کہ اقوام عالم کی تاریخ میں اس کی مثال مشکل سے ہی ملے گی مگر مہاجرین نے کیا طرز عمل اختیار کیا یہ بھی ایک قابل تقلید تاریخی کارنامہ ہے[۵]۔ حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس مخلصانہ پیشکش کو سن کر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکریہ کے ساتھ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ یہ سب مال و متاع اور اہل و عیال آپ کو مبارک فرمائے مجھے تو آپ صرف بازار کا راستہ بتا دیجیے۔ انہوں نے مدینہ کے مشہور بازار " قینقاع " کا راستہ بتا دیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار گئے اور کچھ گھی، کچھ پنیر خرید کر شام تک بیچتے رہے۔ اسی طرح روزانہ وہ بازار جاتے رہے اور تھوڑے ہی عرصہ میں وہ کافی مالدار ہو گئے اور ان کے پاس اتنا سرمایہ جمع ہو گیا کہ انہوں نے شادی کر کے اپنا گھر بسا لیا۔ جب یہ بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تم نے بیوی کو کتنا مہر دیا؟ عرض کیا کہ پانچ درہم برابر سونا۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں برکتیں عطا فرمائے تم دعوتِ ولیمہ کرو اگرچہ ایک بکری ہی ہو۔[۶]

اور رفتہ رفتہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تجارت میں اتنی خیر و برکت اور ترقی ہوئی کہ خود ان کا قول ہے کہ " میں مٹی کو چھو دیتا ہوں تو سونا بن جاتی ہے " منقول ہے کہ ان کا سامان تجارت سات سو اونٹوں پر لد کر آتا تھا اور جس دن مدینہ میں ان کا تجارتی سامان پہنچتا تھا تو تمام شہر میں دھوم مچ جاتی تھی۔[۷]

عقد مواخاۃ (بھائی چارہ کا معاہدہ) تو انصار و مہاجرین کے درمیان ہوا، اس کے علاوہ ایک خاص "عقد مواخاۃ" مہاجرین کے درمیان بھی ہوا جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک مہاجر کو دوسرے مہاجر کا بھائی بنا دیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق و

---

[۵]۔ احمد بن حنبل، مسند، باب انس بن مالک، حدیث ۱۰۶۵۵

[۶]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب النکاح، باب الولیمہ ولو بشاۃ، حدیث ۳۷۸۰

[۷]۔ ابن الاثیر، علی بن محمد، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ۳/۳۱۴

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت طلحہ و حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عثمان و حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان جب بھائی چارہ ہو گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار رسالت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ نے اپنے صحابہ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا لیکن مجھے آپ نے کسی کا بھائی نہیں بنایا آخر میرا بھائی کون ہے؟ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَنْتَ اَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ یعنی تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔[۸]

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا عملی کردار

حضرت زید رضی اللہ عنہ بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ہمیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس حکم کی تعمیل کے لئے میرے پاس مال تھا۔ میں نے (اپنے آپ سے) کہا، اگر میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی سبقت لے جا سکتا ہوں تو آج سبقت لے جاؤں گا۔ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں اپنا نصف مال لے کر حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟" میں نے عرض کی: "اتنا ہی مال اُن کے لئے چھوڑ آیا ہوں۔" (اتنے میں) حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جو کچھ اُن کے پاس تھا وہ سب کچھ لے کر حاضرِ خدمت ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! اپنے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑ آئے ہو؟" انہوں نے عرض کی: "میں ان کے لئے اللہ اور اُس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ آیا ہوں۔" حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے (دل میں) کہا، میں اِن سے کسی شے میں آگے نہ بڑھ سکوں گا۔[۹]

"حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب اسلام لائے تو اس وقت انکے پاس گھر میں چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) درہم موجود تھے،[۱۰] لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کے لیے نکلے تو اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کے پاس صرف پانچ ہزار (۵۰۰۰) درہم رہ گئے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے یہ کثیر رقم غلاموں کو آزاد کرانے اور اسلام کی خدمت پر خرچ کر دی۔"[۱۱]

علاوہ ازاں اور بھی متعدد احادیث مبارکہ ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ نے کس قدر لوگوں کے کفالتی امور سر انجام دیئے لیکن خوف طوالت ان کا ذکر نہیں کیا جاتا۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عملی کردار

---

[۸]۔ الترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب المناقب علی ابن ابی طالب، حدیث ۳۷۲۰

[۹]۔ الترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، کتاب المناقب، باب المناقب ابی بکر صدیق، حدیث ۳۶۷۵

[۱۰]۔ ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ۹۶۶/۳

[۱۱]۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۱۷۱/۴

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خیبر میں ایک قطعہ زمین ملی تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشورہ کیلئے حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے خیبر میں ایک زمین کا ٹکڑا ملا ہے اس سے بہتر مال مجھے اب تک کبھی نہیں ملا تھا' آپ اس کے متعلق کیا حکم فرماتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر جی چاہے تو اصل زمین اپنی ملکیت میں باقی رکھ اور پیداوار صدقہ کردے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ پھر عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو اس شرط کے ساتھ صدقہ کر دیا کہ نہ اسے بیچا جائے گا نہ اس کا ہبہ کیا جائے گا اور نہ اس میں وراثت چلے گی۔ اسے آپ نے محتاجوں کے لیے' رشتہ داروں کے لیے اور غلام آزاد کرانے کے لیے' اللہ کے دین کی تبلیغ اور اشاعت کے لیے اور مہمانوں کیلئے صدقہ کی۔[۱۲]

سیدنا عثمان کا عملی کردار

حضرت عثمانؓ کو اللہ تعالیٰ نے مال و زر کی فراوانی سے نواز رکھا تھا اور آپ نے ہمیشہ اس دولت سے رفاہ عامہ کے کام کروائے۔ آپؓ باقاعدگی کے ساتھ بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کرتے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مہاجرین جب مدینہ منورہ ہجرت کر کے آئے تو اس وقت جو مسائل درپیش تھے ان میں سے ایک پانی کا مسئلہ بھی تھا۔ پورے مدینہ میں رومہ کے کنویں کے علاوہ کہیں پانی نہ تھا۔ مگر اس کنویں کا مالک ایک یہودی تھا اور اس نے لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر اسے ذریعہ معاش بنایا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخیر حضرات کو مسلمانوں کے لئے اس کی خریداری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ جو آدمی اس کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دے اللہ تعالیٰ اسے جنت میں اس سے کہیں بہتر کنواں عطا کرے گا۔

یہ سعادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میسر آئی کہ آپ وہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کرنے پر تیار ہو گئے مگر کنویں کا مالک نصف حصہ فروخت کرنے پر آمادہ ہوا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ ہزار درہم کے عوض نصف کنواں خرید لیا اور کچھ وقت بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باقی نصف بھی آٹھ ہزار درہم میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔[۱۳]

غزوۂ تبوک میں جب عسرت و تنگی نے مسلمانوں کو پریشان کر رکھا تھا تو آپؓ نے ہزاروں درہم صرف کر کے مجاہدین کے لئے سازوسامان اور اسلحہ وغیرہ مہیا کیا۔ اسی طرح ایک جہاد میں ناداری و مفلسی کے باعث مسلمان انتہائی پریشان تھے اور منافق اس حال میں طعنہ زن۔ تب آپؓ نے چودہ اونٹ مع سامان خورونوش رسول اللہ کی خدمت میں مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لئے پیش کئے۔[۱۴]

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عملی کردار

---

[۱۲]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الشروط، باب الشروط فی الوقف، حدیث ۲۷۳۷

[۱۳]۔ حلبی، علی بن ابراہیم بن احمد، السیرۃ الحلبیۃ (بیروت:: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۷ھ) ۲/۲۶۸

[۱۴]۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ بن محمد، الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب، ۱۰۳۹/۳

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بہادری وشجاعت نہایت ہی مشہور ہے اور عہد نبوی ﷺ میں آپؓ نے بہادری وشجاعت کے جھنڈے گاڑے ہوئے لیکن آپؓ عوام الناس کی بھی بہت زیادی کفالتی خدمات سرانجام دیں، موضوع چونکہ طویل بحث ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کفالتی امور میں صرف ایک مثال ذکر کریں گے۔ وہ یوں ہے کہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی کسی سائل کو اپنے گھر سے خالی نہیں لوٹنے دیتے تھے اگرچہ خود کا گھرانا بھوکہ رہتا لیکن سائل کبھی خالی نہیں لوٹا تھا اسی طرح ایک دفعہ حضرت علیؓ کے پاس کسی سائل نے آکر سوال کیا تو آپ نے حضرت حسنؓ یا حسینؓ سے فرمایا کہ اپنی اماں سے جاکر کہو میں ان کے پاس چھ درہم چھوڑ آیا ہوں ان میں سے ایک درہم دے دیں۔ چنانچہ وہ صاحبزادے گئے اور واپس آکر کہا کہ اماں جان کہتی ہیں کہ آپ نے آٹا خریدنے کے لئے وہ چھ درہم چھوڑے ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ بندے کا ایمان سچا نہیں ہو سکتا جب تک کہ بندہ کو اس چیز پر جو اللہ کے قبضہ میں ہو، زیادہ اعتماد ہو بہ نسبت اس چیز کے جو بندے کے قبضہ میں ہو۔ پھر فرمایا کہ جاکر اپنی اماں سے وہ چھ درہم لے آؤ۔ حضرت فاطمہؓ نے وہ رقم بھیج دی اور حضرت علیؓ نے وہ چھ کے چھ درہم اس سائل کو دے دیے۔[۱۵]

سیدنا ابو طلحہؓ کا عملی کردار

ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کے ہاں ایک مہمان آیا۔ آپؐ نے اپنے گھر ازواج مطہرات کے ہاں پیغام بھجوایا کہ مہمان نوازی کا کچھ انتظام کریں۔ مگر حالات کی مجبوری کی وجہ سے کسی گھر میں بھی انتظام نہ ہو سکا۔ تو آپؐ نے صحابہؓ کو تحریک فرمائی کہ کون اس مہمان کی تواضع کر سکتا ہے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے بخوشی حامی بھر لی اور گھر جاکر اپنی اہلیہ سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان ہے اس کی ضیافت کریں۔ اہلیہ نے کہا کہ گھر میں کھانا تو فقط بچوں کے لئے ہے۔ لیکن ان ایثار پیشہ میاں بیوی نے یہ تدبیر کی کہ بچوں کو بھوکا سلا دیا اور کھانا تیار کرکے مہمان کے سامنے پیش کر دیا اور عین کھانے کے وقت گھر کی مالکہ چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھیں اور اسے گُل کر دیا تاکہ رسول اللہ ﷺ کا مہمان پیٹ بھر کر کھالے اور اس طرح خود میزبان کھانے میں عملاً شریک نہ ہوئے مگر مہمان کے اکرام کی خاطر خالی منہ ہلاتے ہوئے مچاکے لیتے رہے اور خود رات فاقہ سے گزاری مگر مہمان کی خاطر داری میں فرق نہ آنے دیا۔ صبح جب حضرت طلحہؓ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؐ نے فرمایا: رات مہمان کے ساتھ جو سلوک تم نے کیا خدا تعالیٰ بھی تمہاری یہ ادائیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔[۱۶]

سیدنا جابر بن عبد اللہؓ کا عملی کردار

سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاریؓ معروف صحابی سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن حرام الانصاریؓ کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے والد سیدنا عبد اللہ انصاریؓ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔

---

[۱۵]۔ علی متقی بن حسام الدین، (مترجم: مفتی احسان اللہ) کنز العمال، دار الاشاعت، کراچی، سنہ ۲۰۱۴ء، ۳/۳۱۰

[۱۶]۔ القشیری، مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، کتاب الاشربہ، باب اکرام الضیف وفضل ایثارہ، حدیث ۵۳۶۱

آپ کم عمری میں اسلام لائے اور بے شمار غزوات میں سیدنا محمدؐ کا ساتھ دیا۔ چناں چہ غزوہ خندق کا واقعہ بیان فرماتے ہوئے خود جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم غزوۂ خندق میں خندق کھود رہے تھے کہ ایک سخت قسم کی چٹان سامنے آگئی۔ صحابہ کرامؓ میں سے کسی سے یہ چٹان نہیں ٹوٹی تو آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر صورت حال عرض کر دی گئی۔ تمام بات سماعت فرمانے کے بعد نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا کہ میں اترتا ہوں، چناں چہ آپؐ کھڑے ہوئے (تو ہم نے دیکھا کہ) آپ کے شکمِ مبارک پر (بھوک کی شدت کی وجہ سے) پتھر بندھا ہوا تھا۔ جابرؓ فرماتے ہیں کہ خود ہماری یہ کیفیت تھی کہ ہم نے بھی تین دن سے کوئی چیز نہیں چکھی تھی، نبی اکرمؐ نے کدال کو ہاتھ میں لے کر اس چٹان پر مارا تو وہ چٹان ریت کا ڈھیر ہوگئی۔ اس جاں نثار صحابیِ رسولؐ سے سرکار دوعالمؐ کی یہ بھوک نہ دیکھی گئی، اپنا فاقہ بھول گئے اور بے تاب و بے قرار ہو کر رسول اللہؐ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجیے، گھر آکر اہلیہ سے کہا کہ میں نے نبی کریمؐ کو ایسی حالت میں دیکھا ہے کہ صبر نہ ہو سکا، تمھارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ اہلیہ نے کہا: اور تو کچھ نہیں، البتہ میرے پاس کچھ جو ہیں اور بکری کا ایک بچہ ہے، انھوں نے بکری کا وہ بچہ ذبح کیا اور ان کی اہلیہ محترمہ نے جو پیسے، گوشت کو پکنے کے لیے ہانڈی میں رکھنے کے بعد جابرؓ نبی اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور خدمت اقدس میں عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مختصر سا کھانا ہے، آپ تشریف لے چلیں یا ایک دو آدمی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: کتنا کھانا ہے؟ جب انھوں نے تفصیل بتلائی تو آپؐ نے فرمایا: اچھا خاصا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ جب تک میں نہ آجاؤں، اہلیہ سے کہہ دو کہ نہ ہانڈی چولہے سے اتارے اور نہ ہی روٹیاں تنور میں لگائے۔

پھر آپؐ نے صحابہ کرامؓ میں اعلان فرمادیا کہ جابر کی دعوت ہے، سب چلیں۔ جابرؓ بھاگے بھاگے گھر پہنچے اور اطلاع دی کہ نبی اکرمؐ ہی نہیں تشریف لا رہے بلکہ تمام مہاجرین وانصار کو بھی اپنے ساتھ لا رہے ہیں۔ وہ بھی صحابیہ تھیں، بجائے پریشان ہونے کے انھوں نے سیدنا جابر سے پوچھا: نبی اکرمؐ نے تم سے کھانے کے متعلق پوچھ لیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں! پوچھ تو لیا تھا۔ یہ سن کر کمال اطمینان سے کہنے لگیں، پھر پریشانی کس بات کی؟ آپؐ اپنے اور اللہ تعالیٰ کے اعتماد پر تمام لوگوں کو لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ اتنے میں بیت جابر نبی اقدسؐ اور صحابہؓ کی تشریف آوری سے بقعہ نور بن چکا تھا۔ صحابہ کرامؓ کو ترتیب سے بیٹھنے کا حکم فرما کر نبی اکرمؐ ہنڈیا کی جانب تشریف لے گئے۔ آپؐ اپنے دست اقدس سے روٹیاں توڑنے اور ان پر بوٹیاں رکھنے لگے، اور ہانڈی سے گوشت اور تنور سے روٹی لے کر ان کو ڈھانک دیتے تھے اِسی طرح برابر آپؐ روٹی کے ٹکڑے کر کر کے دیتے رہے اور ہانڈی میں سے چمچ بھر بھر کر لیتے رہے، یہاں تک کہ سب نے خوب پیٹ بھر کے کھانا کھایا اور کھانا کچھ بچ بھی گیا، پھر آپؐ نے سیدنا جابر کی اہلیہ سے فرمایا: یہ تم خود بھی کھاؤ اور محلے پڑوس میں بھی ہدیہ بھیجو۔[۱۷]

یہ سیدنا جابرؓ کے عشق رسالت اور ان کی اہلیہ محترمہ کے ذات نبی وکلام نبی پر غیر متزلزل اعتماد ہی کا کرشمہ تھا کہ وہ کھانا تمام اہل محلہ نے بھی کھایا اور پھر بھی کھانا ویسے کا ویسا موجود تھا۔

حضرت ابو قتادہؓ کا عملی کردار

[۱۷]۔ البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب المغازی، باب غزوۃ الخندق، حدیث ۴۱۰۱

حضرت ابو قتادہؓ سے ایک شخص نے قرض لیا۔ آپؓ مقررہ میعاد کے بعد جب بھی اس سے رقم لینے آتے وہ چھپ جاتا۔ ایک دن آپؓ نے اُسے جالیا اور چھپنے کی وجہ پوچھی۔ اس نے کہا کہ سخت تنگدست ہوں، میرے پاس کچھ نہیں کہ قرض ادا کر سکوں[۱۸]۔ یہ سن کر حضرت ابو قتادہؓ آبدیدہ ہوگئے اور یہ کہتے ہوئے اُسے مزید مہلت دے دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص اپنے قرضدار کو مہلت دیتا ہے یا اس کا قرض معاف کر دیتا ہے وہ قیامت کے دن عرش کے سایہ میں ہو گا۔[۱۹]

ایک دفعہ ایک شخص فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی گئی کہ اس کی نماز جنازہ پڑھائیں۔ آپؐ نے فرمایا آپ لوگ جنازہ پڑھ لیں۔ چونکہ یہ مقروض ہے اس لئے مَیں نہیں پڑھوں گا۔ اس پر حضرت ابو قتادہؓ نے عرض کیا: حضور! میں اس قرض کی ادائیگی کا ذمہ لیتا ہوں۔ حضور نے فرمایا: یہ ذمہ داری وفا کے ساتھ پوری کروگے؟ انہوں نے کہا جی حضور!۔ تب آپؐ نے اس شخص کی نماز جنازہ پڑھائی۔[۲۰]

صحابہ کرامؓ جہاں قرضداروں کا قرض معاف کر کے یا انہیں مہلت دے کر ان کی خدمت کرتے تھے اسی طرح مقروض کی طرف سے قرضہ ادا کر کے بھی خدمت بجالاتے۔

اسی طرح حضرت ابوالیسرؓ نے ایک شخص سے قرض لینا تھا لیکن وہ ملنے سے پہلو تہی کرتا۔ آپؓ نے وجہ پوچھی تو اُس نے کہا کہ تنگدستی کی وجہ سے شرم دامنگیر تھی۔ آپ نے اُس کا قرض معاف کیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا ہے کہ جس نے تنگدست کو مہلت دی یا قرض معاف کیا تو وہ قیامت کے دن خدا کے سایہ میں ہو گا۔[۲۱]

حضرت جعفرؓ اصحاب صُفّہ کا خاص خیال رکھتے

حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں جب مجھے بھوک ستاتی تو میں لوگوں سے ان آیات کا مطلب پوچھتا جن میں مساکین اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کا ذکر ہے۔ جب بھی حضرت جعفرؓ سے پوچھنے کا اتفاق ہوتا وہ پہلے اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتے پھر کوئی اور بات کرتے۔ آنحضورؐ نے اُن کا نام ہی ابوالمساکین رکھا ہوا تھا۔[۲۲]

صحابہ کرامؓ اور بیوہ خواتین

غزوہ موتہ سے واپسی کا منظر ہے کہ حضرت اسماء بنت عمیسؓ مجاہدین کی واپسی کی خبریں سنکر اپنے پیارے شوہر حضرت جعفر طیارؓ کی راہ میں آنکھیں بچھائے بیٹھی ہیں، اپنے بچوں کو بھی تیار کر لیا ہے، دور سے آہٹ کی آواز سنائی دیتی ہے، لیکن جب یہ دیکھتی ہیں کہ یہ جعفرؓ نہیں، بلکہ نبی پاک محمد مصطفیؐ کی ذاتِ مبارک ہے۔ حضرت اسماءؓ اندازے ہی سے سمجھ جاتی ہیں کہ ان کی زندگی کے ہم سفر،

---

[۱۸]۔ الترمذی، محمد بن عیسی، جامع ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی انظار المعسر والرفق بہ، حدیث ۱۳۰۵

[۱۹]۔ احمد بن حنبل، مسند، باب ابی قتادۃ، حدیث ۶۰۵۵

[۲۰]۔ النسائی، احمد بن شعیب، سنن، کتاب البیوع، باب الکفالۃ بالدین، (الریاض: دار السلام، ۱۹۹۸ء) حدیث ۴۶۹۶

[۲۱]۔ احمد بن حنبل، مسند امام، باب انس بن مالک، حدیث ۶۰۵۸

[۲۲]۔ طبرانی، سلیمان بن احمد، المعجم الکبیر (موصل: العلوم والحکم، ۱۹۸۳ء) حدیث ۱۴۸، ۱۰۹/۲

ہجرت کے ساتھی اور پیارے شوہر حضرت جعفر طیارؓ کو کچھ ہو گیا ہے۔[۲۳] چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں اپنی زوجیت میں لے لیا اور بچوں کو باپ جیسی گھنی شفقت اور محبت میسر آ گئی۔ خدا نے انہیں ایک بیٹا بھی عطا فرما دیا۔[۲۴] پھر کچھ عرصہ بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ کا وصال ہو گیا، حضرت اسماء بنت عمیسؓ نے غسل دلوایا۔ وہ شیر خدا فاتحِ خیبر حضرت علیؓ نے صرف بھتیجوں کی کفالت ہی نہیں کی، بلکہ فرزندِ ابو بکرؓ کو بھی اسی محبت سے پالا، جیسے اپنے بھتیجوں کو پالا۔

صحابیہ حضرت عاتکہؓ کا پہلا نکاح حضرت عبد اللہ بن ابو بکرؓ سے ہوا، آپؓ بہت خوبصورت تھیں اور اس جوڑے کی محبت عرب میں ایک مثال بن گئی تھی۔ حضرت عبداللہ بن ابو بکرؓ نے ایک دن محبت میں آ کر ان سے عہد کر والیا کہ اگر میں آپ کی زندگی میں وفات پا گیا تو آپ دوسرا نکاح نہیں کریں گی۔ حضرت عبداللہؓ کچھ عرصہ بعد شہید ہو گئے، آپؓ نکاحِ ثانی حضرت عمرؓ جو آپؓ کے چچا زاد بھائی بھی تھے، انہوں نے حضرت عاتکہؓ کو اپنے نکاح میں لے لیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت عمرؓ بھی شہید ہو گئے۔[۲۵] عدت پوری ہونے کے بعد عشرہ مبشرہ میں سے ایک صحابی حضرت زبیر بن العوامؓ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور اب حضرت عاتکہؓ ان کے نکاح میں آ گئیں۔ کچھ عرصہ بعد حضرت زبیرؓ نے بھی جامِ شہادت نوش کیا۔ آپؓ کے بارے میں عرب میں مشہور ہو گیا تھا کہ جسے شہادت کی تمنا ہو، وہ آپؓ سے نکاح کر لے۔ اسی مناسبت سے آپؓ کو شہداء کی زوجہ کہا جاتا تھا۔

غلاموں کو آزاد کروانا بھی صحابہؓ کا معمول تھا

حضرت ابو بکرؓ مکہ میں خاص طور پر بوڑھوں اور عورتوں کو اسلام لانے پر خرید کر آزاد فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپؓ کے والد نے کہا کہ اگر قوی مردوں کو خرید کر آزاد کیا کرو تو وہ تمہاری مدد کریں گے، تمہیں فائدہ پہنچائیں گے اور تمہارے دشمنوں کو تم سے دور رکھیں گے۔ آپؓ نے فرمایا: مَیں تو اس خدمت سے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا چاہتا ہوں۔

ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے اپنے غلاموں کے نگران سے پوچھا: کیا غلاموں کو کھانا کھلا دیا ہے؟ اُس نے کہا: ابھی نہیں۔ فرمانے لگے: جاؤ انہیں کھانا کھلاؤ۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی کے گنہگار ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اُن سے اُن کی خوراک روک لے جن پر وہ اختیار رکھتا ہے۔[۲۶]

صحابہؓ بعض دفعہ غلاموں کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے خود بھی کام میں اُن کے ساتھ شامل ہو جاتے۔ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت سلمان فارسیؓ کو آٹا گوندھتے دیکھا تو تعجب سے پوچھا: غلام کہاں ہے؟ فرمایا: میں نے اسے ایک کام کے لئے بھیجا اور یہ پسند نہیں کیا کہ اس سے اَور کام لوں اور اس لئے آٹا خود گوندھ رہا ہوں۔[۲۷]

---

[۲۳]۔ النسائی، احمد بن شعیب، سنن، کتاب الزینۃ، باب حلق روس الصبیان، حدیث ۵۲۲۹

[۲۴]۔ ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، سنن، کتاب المناسک، باب الحیض تھل بالحج، حدیث ۱۷۴۳

[۲۵]۔ ابن حجر عسقلانی، شہاب الدین احمد بن علی، الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ، ۸/ ۲۲۷

[۲۶]۔ احمد بن حنبل، مسند، باب ابو بکر صدیق، حدیث ۴۶۶۴

[۲۷]۔ احمد بن حنبل، مسند، باب سلمان فارسی، حدیث ۵۷۶۶

خلاصة

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین اسلام کی سربلندی کے نہایت اہم کردار ادا کیا ہے اور کفالتی امور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے غریب کی غربت کو ختم کیا ہے، مفاسیں ونادار لوگوں کی مدد کی ہے، غلاموں کو آزاد کروایا، بیواؤں کے لئے سہارا بنے ہیں حتیٰ کہ ہر ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے عملی کردار ادا کیا ہے۔